

سیاست، صاحب اور سانپ

صاحب کا بڑے عرصے بعد فون آیا کہ پاکستان آئے ہوئے ہیں۔ بلکہ دو ہفتے سے یہاں پر ہیں۔ میرے لئے یہ بڑے تعجب کی بات تھی کیونکہ وہ پاکستان دو تین دن سے زیادہ رکتے نہیں تھے۔ حد درجہ امیر آدمیوں میں سے اکثریت، پاکستان میں آنا اور قیام کرنا بہت مختصر سارہ کھتی ہے۔ بہر حال صاحب نے کہا کہ دو تین دن کے لئے لا ہو رآؤں گا۔ ملاقات ضرور ہوگی۔ ٹھیک چار دن پہلے ان کے فارم ہاؤس میں طے شدہ وقت پر پہنچا۔ تو باہر کسی بھی ملاقاتی کی گاڑی موجود نہیں تھی۔ خاموشی ہی خاموشی تھی۔ صاحب کے تمام ملازم غیر ملکی ہیں۔ اور بڑی تیزی سے بدلتے بھی رہتے ہیں۔ نبیجھ مجھے سومنگ پول کی جانب لے گیا۔ وہاں صاحب، بڑے آرام سے ایک طویل سی کرسی پر بیٹھے سگار پی رہے تھے۔ میں ساتھ ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ بات چیت کا سلسلہ شروع ہوا۔ تو پوچھا کہا کہ آپ اتنے طویل عرصے سے پاکستان کیونکر آئے ہوئے ہیں۔ بتائیے تو اصل معاملہ کیا ہے۔ کہیں کوئی اہم تبدیلی تو نہیں آ رہی؟ صاحب نے کوئی جواب نہیں دیا۔ بلکہ گاؤں کی دائیں جیب میں ہاتھ ڈال کر پیلے رنگ کی دھاریوں والا چھوٹا سا سانپ نکالا جو حد درجہ خوبصورت تھا۔ زمین پر چھوڑ کر کہنے لگے آج کل میں پاکستان کے اہم ترین لوگوں کا ناجائز پیسہ باہر منتقل کر رہا ہوں۔ اس فہرست میں وہ تمام لوگ شامل ہیں جو نظام میں نئے نئے امیر ہوئے ہیں۔ صاحب نے اشارہ اور بہم طریقے سے دو تین نام بتائے تو دماغ گھومنے لگا۔ یہ تو بہت ایماندار لوگ ہیں۔ بھلا ان کے پاس دولت کہاں ہوگی۔ صاحب نے قہقهہ لگایا۔ نام تو نہیں بتا سکتا کیونکہ یہ کام ہی رازداروں کا ہے۔ مگر یہ ضرور کہوں گا کہ اس وقت ہمارے ملک سے محفوظ مقامات پر پیسہ بھجوانے کا رجحان حد درجہ زیادہ ہے۔ امیر اور طاقتور لوگ اپنا سرمایہ پیلک کی نظر میں لانا نہیں چاہتے۔ اور ہاں، عوام کی آنکھوں میں دیانت دار بھی نظر آنا چاہتے ہیں۔ میرے لئے حد درجہ فائدے کا کاروبار ہے۔ انتہائی حفاظت اور رازداری سے میں یہ نام پیسہ ان کے پسندیدہ ملک بھجوادیتا ہوں۔ پوری دنیا میں میری کمپنیاں ہیں۔ بینکوں سے تعلقات ہیں۔ لہذا آرام سے ناجائز دولت پارک ہو جاتی ہے۔ ہنسنے ہوئے کہا۔ کئی اہم لوگ تو آج کل اتنا ڈرے ہوئے ہیں، کہ اس کام میں دولت کا دس فیصد تک دینے کے لئے آمادہ ہو جاتے ہیں۔ میں نے نام نہیں پوچھے اور صاحب نے کچھ زیادہ بات بھی نہیں بتائی۔ پیلا سانپ رینگتارینگتا، صاحب کی گود میں واپس آ گیا۔ غور سے دیکھا تو اندازہ ہوا کہ ارڈگر بڑے غور سے ہر چیز کو دیکھ رہا ہے۔ شائد مجھے بھی!

آج کوئی ملاقاتی یا مہماں نظر نہیں آ رہا۔ کیا وجہ ہے۔ جواب بالکل عجیب ساتھا۔ اب رات گیارہ بجے سے ملنا شروع ہوتا ہوں اور صبح چھسات بجے تک مصروف رہتا ہوں۔ کیونکہ دنیا کے تمام اہم دفاتر ہمارے ملک سے متصاد ٹائم زون میں کام کرتے ہیں۔ ہماری رات ہوتی ہے اور ان کا دن۔ میں یورپ اور امریکہ کے حساب سے کام کرتا ہوں۔ لہذا پوری رات مصروف ہوتا ہوں۔ پھر دن میں کسی سے نہیں ملتا۔ ہاں ایک اور بات۔ میرے اکثر مہماں دن کی روشنی میں آتے ہوئے گھبرا تے ہیں۔ یہ بڑی

خاموشی سے آتے ہیں اور پسیے جمع کرو کر اسی خاموشی سے واپس چلے جاتے ہیں۔ یہاں تمام دھنداً اندھیرے میں ہوتا ہے۔ دن کی روشنی میں تو تمام لوگ حد رجہ ایماندار ہیں۔ بہر حال میرے لئے یہ موضوع غیر اہم تھا۔ یہ افغانستان میں کیا ہو رہا ہے۔ وہاں تو اب طالبان کی حکومت آگئی ہے۔ باکردار اور باعمل لوگوں کی۔ صاحب نے میرے اس سوال پر کہا کہ چلواب سٹڈی میں بیٹھتے ہیں۔ ہم دونوں ان کی انتہائی شاندار سٹڈی میں آگئے۔ شیر کی کھال کے چڑی سے بنے ہوئے حد رجہ قیمتی صوفے پڑے ہوئے تھے۔ صاحب کہنے لگے کہ آپ کو کس نے کہا کہ امریکہ افغانستان سے چلا گیا ہے۔ میرے خیال میں تو امریکہ کی فوج آگئی ہے۔ سپر پاور سے نسلک طاقتوار لوگ تو تمام وہیں کے وہیں ہیں۔ پھر افغانستان کو تو امریکہ نے ایک غیر لفظی معائدے کی بدولت طالبان کے حوالے کیا ہے۔ کسی ایک امریکی کو طالبان نے کاٹا تک نہیں چھینے دیا۔ دراصل پاکستان میں آپ لوگ حد رجہ جذباتی ہو۔ آج کے طالبان اور ان کے لیڈر ڈالر کی اہمیت کو پہچانتے ہیں۔ اب ان کے لیڈر میٹنگز میں بوقت والا منزل واٹر پینتے ہیں۔ انہیں پنج ستارہ ہوٹلوں کا بھی چسکا لگ چکا ہے۔ اب یہ دوہا، لندن، واشنگٹن، بینگ اور ماسکو جیسے خوبصورت شہر بھی گھوم چکے ہیں۔ اب کون سی لڑائی اور کون سی اخلاقیات۔ ان کے سر کردہ لوگوں کو بھی اب پسیہ چاہیے۔ اور وہ انہیں ملنا شروع ہو چکا ہے۔ پھر حامد کرزی اور عبداللہ عبداللہ کیا واقعی بے وقوف ہیں کہ بڑے مزے سے کابل میں بیٹھے ہیں۔ نہیں برخوردار۔ صرف ایک نیا سیاسی دربار سامنے لا یا گیا ہے۔ اور وہ بھی مغربی طاقتوں کی مرضی سے۔ باقی۔ آپ خود سمجھدار ہیں۔ ساری تفصیل تو بتانا ناممکن ہے۔ میرے لئے یہ بتیں کافی تلخ تھیں۔ کیونکہ ہمیں تو بتایا جا رہا ہے کہ طالبان جیسے مومن لوگ پورے کرہ ارض پر نہیں ہیں۔ اب تو یہ اسلامی ریاست ہے۔ شاند صاحب کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ لیکن میر افغانستان سے کیا لینا دینا۔

صاحب سے سوال کیا کہ پاکستان میں سیاسی معاملات آگے کیسے چلیں گے۔ سوال سن کر صاحب نے جیرانگی سے پوچھا کہ کون سے سیاسی معاملات۔ آپ کے ملک میں تو کوئی سیاست نہیں ہے۔ یہاں تو معاملہ بہت سیدھا سامنے ہے۔ ایک گروہ کو ہٹا کر دوسرا گروہ طاقت میں لا یا جاتا ہے۔ اس میں تو کوئی اخلاقیات نہیں ہے۔ یہ تو بالکل عام ذہن کا آدمی بھی سمجھتا ہے کہ ایکش کیا ہے اور کیسے ہوتا ہے۔ مجھے صاحب کی بات سے بالکل اتفاق نہیں تھا۔ کیسی بات کر رہے ہیں۔ اس وقت تو تحریک انصاف، ن لیگ اور پیپلز پارٹی بھر پور سیاست کر رہے ہیں۔ آپ کو پاکستان میں یہ سب کچھ نظر نہیں آ رہا۔ صاحب کا جواب حد رجہ ٹھنڈا تھا۔ برخوردار، جو میں دیکھ رہا ہوں، وہ تمہیں دکھائی نہیں دے رہا۔ بلکہ جو کچھ نظر آتا ہے، وہ حقیقت میں صرف اور صرف سراب ہوتا ہے۔ سیاست میں سب کچھ نظر کا فریب ہے۔ ہمارے ملک میں بین الاقوامی طاقتیں فیصلہ کرتی ہیں۔ اور کچھ پتلیاں صرف ناچلتی ہیں۔ ہاں۔ انہیں سیاسی رقص کرنے کا معقول معاوضہ ملتا ہے۔ اور پھر تحفظ بھی۔ اب سیاست کے پچھے بین الاقوامی کاروباری ادارے بھی ہوتے ہیں۔ یہ اب بہت سادہ سا کام ہے۔ مگر عام لوگوں کو بے قوف بنانے کے لئے اسے حد رجہ پیچیدہ دکھایا جاتا ہے۔ تاکہ لوگ جعلی نعروں کو اپنا مقدر سمجھ کر خوش ہوتے رہیں۔ میں نے سیاست پر دوبارہ سوال کر دیا۔ کہ اب تو تحریک انصاف حد رجہ طاقتوں ہے۔

سوائے سندھ کے۔ ہر صوبے میں ان کی حکومت ہے۔ نظر تو یہی آ رہا ہے کہ آ نے والی حکومت بھی انہی کی ہوگی۔ صاحب نے اپنے ساتھ لیئے ہوئے ایک بڑے سانپ کو گود میں بٹھایا۔ سگار کا بھر پور کش لگا کر کہا۔ سیاست صرف اور صرف زرداری کو آتی ہے۔ بلاول بار بار امریکہ کیوں جا رہا ہے۔ وہاں کن سے ملاقات تیس ہو رہی ہیں۔ کسی بھی دورہ کی کوئی وضاحت سامنے نہیں آ رہی۔ آخر ان دوروں کا کوئی ناکوئی مقصد تو ہوگا۔ میرے پاس صاحب کی ان باتوں کا کوئی جواب نہیں تھا۔ کھڑکی کی طرف دیکھا تو بارش ہو رہی تھی۔ رات کے گیارہ نجح چکے تھے۔ پہلا ملاقاتی آ چکا تھا۔ اس نے بذات خود دو بیگ اٹھائے ہوئے تھے۔ صاحب کے کاروبار کا وقت ہو چکا تھا۔ اور ہاں وہ ملاقاتی حد درجہ ایماندار اور دیانت دار مشہور ہے!